انسانی جان کو قتل کرنے کی مذمت و ممانعت اور دینی و اُخروی سزاؤں کو بیان کرنے والی مستند تصنیف

قتل کی سزا

(دنیا اور آخرت میں)

مصنف

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

(فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ، اوکاڑا)

دارالابدال

انسانی جان کو قتل کرنے کی مذمت و ممانعت اور دینی و اُخروی سزاؤں کو بیان کرنے والی مستند تصنیف

قتل کی سزا

(دنیا اور آخرت میں)

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

(فاضل جامعۃ المدینہ، فیضان مدینہ، اوکاڑا)

دارالابدال

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

وعلی الیک واصحابک یا حبیب اللہ

نام	قتل کی سزا (دنیا اور آخرت میں)
مصنف	ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی
سن اشاعت	ربیع الاول 1444ھ / ستمبر 2023ء
رابطہ نمبر	+923177101307
ناشر	دارالابدال،اوکاڑا،پاکستان

اپنے پیاروں کے ایصال ثواب کے لیے اس تصنیف کو وسیع تعداد میں چھپوا کر مفت تقسیم کرنے کے لیے ادارے سے رابطہ کریں۔

DARUL ABDAAL

Okara, Pakistan

فہرست مضامین

انتساب

میں اپنی اس تصنیف کو امیر اہل سنت حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتھم العالیہ کے نام منسوب کرتا ہوں۔ جن کی نگاہ فراست سے لاکھوں نوجوانوں نے گناہوں اور جرائم سے توبہ کی اور زہد و تقوی کی صفات سے مزین ہوئے۔

اللہ رب العزت امیر اہل سنت کو صحت و عافیت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے اور اُن کے فیوض و برکات کو مزید عام فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی

آغازِ سخن

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسلام کی تعلیمات میں انسانی جان کی حرمت بہت زیادہ ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو ایک دوسرے کا احترام کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ مگر بد قسمتی سے آج ہمارہ معاشرہ سینکڑوں برائیوں کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ اِس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اجتماعی طور پر خود کو شریعت سے دور کر لیا ہے۔ اگرچہ انفرادی طور پر ہمارے معاشرے میں اب بھی خیر موجود ہے۔

معاشرتی طور پر جو برائیاں اور جرائم عروج پکڑ رہے ہیں، اُن میں ایک کسی انسان کو ناحق قتل کرنا بھی ہے۔ اب لوگوں کے ہاں کسی دوسرے کو قتل کرنا معمولی ہوتا جا رہا ہے۔ شاید ہی کوئی دن ہو جس دن ملک کے اندر لوگوں کی ایک تعداد قتل نہ ہو رہی ہے۔ میڈیا، سوشل میڈیا اور اخبارات کے ذریعہ روزانہ کی بنیاد پر قتل کی خبریں ملتی ہیں۔ حالانکہ قرآن و حدیث میں اسے شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ شمار کیا گیا اور اِس کی حرمت پر کثیر آیات و احادیث وارد ہیں۔

قتلِ ناحق کی کثرت دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے

اس فرمان کی صداقت ظاہر ہونے کا وقت آگیا ہے اور ہمارا زمانہ قیامت کے بہت قریب ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو قیامت کی نشانیاں بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ فِيكُمُ الْهَرْجُ، ثَلَاثًا قَالُوا: وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: الْقَتْلُ“.

قیامت قائم نہیں ہو گی یہاں تک کہ تم میں ھرج کی کثرت ہو جائے، یہ بات آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے پوچھا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ھرج سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: قتلِ ناحق۔(1)

قتلِ ناحق کی کثرت کو دیکھتے ہوئے اگر یہ کہا جائے تو شاید غلط نہ ہو گا کہ جہاں ایک طرف قانون نافذ کرنے والے اداروں میں خامیاں ہیں وہیں دوسری طرف ائمہ مساجد و خطبا نے بھی انسانی جان کی حرمت اور قتل ناحق کی روک و تھام کے سلسلہ میں عوام کو شعور و آگاہی نہیں دی اور نہ ہی مصنفین و مؤلفین نے اس پر خاطر خواہ لٹریچر تیار کیا ہے۔

قتلِ ناحق ایک سنجیدہ مسئلہ بنتا جارہا ہے۔ جس کی روک و تھام کے لیے قانون نافذ کرنے والے اداروں کو بھی سخت اقدامات کرنا ہوں گئے اور علما و ائمہ مساجد پر بھی لازم ہے کہ اس پر زیادہ سے زیادہ عوام میں شعور اجاگر کریں اور اِس گناہ سے انھیں روکنے کی بھرپور کوشش کریں۔

---

(1)... طبرانی، المعجم الاوسط، ج:5، الرقم:5511

سببِ تصنیف:

معاشرے میں قتل کی کثرت کو دیکھتے ہوئے اس موضوع کا انتخاب کیا تھا اور اس پر فراغت کے ایام میں تفصیلی لکھنے کا ذہن تھا۔ مگر چند دن قبل ماہ رمضان المبارک کے مقدس ایام میں میرے اپنے ہی گاؤں میں گھر کے بالکل قریب میرے ہم نام ایک نوجوان کو کچھ افراد نے افطاری سے چند منٹ قبل چھریوں کے وار کر کے ناحق قتل کر دیا۔ جس کا صدمہ اور دکھ پورے گاؤں کو ہے۔ اِس نوجوان کا قتل ہی اس رسالہ کو تصنیف کرنے کا سبب بنا۔

میں نے اِس اُمید پر اسے تصنیف کیا ہے کہ اسے پڑھنے والے کسی جان کو ناحق قتل کرنے سے خود کو محفوظ رکھیں گے اور علما، ائمہ مساجد و خطبا حضرات اس کی مدد سے اپنے خطبات کے ذریعہ عوام کی تربیت کریں گئے اور یہ تصنیف میرے لیے مغفرت کا سبب بنے گی۔

اسلوبِ تصنیف:

میں نے اپنی اِس تصنیف کو ہر طرح کے تحقیقی مباحث اور تفصیلی کلام سے بچاتے ہوئے مختصر رکھا ہے تاکہ عام افراد کے لیے اِس کا خریدنا، پڑھنا اور سمجھنا آسان رہے۔ اس رسالے کا نام "**قتل کی سزا**" (دنیا اور آخرت میں) تجویز کیا ہے۔ یہ رسالہ درج ذیل فصلوں پر مشتمل ہے:

فصل اول: مسلمانوں کا باہمی تعلق

فصل دوم: خونِ مسلم کی حرمت اور قتل کا گناہ

فصل سوم: جھوٹی گواہی دینے اور گواہی چھپانے کی سزا

فصل چہارم: دنیا اور آخرت میں قتل کی سزا

آخر میں خلاصہ کلام اور قتل کی روک وتھام پر مشتمل چند تجاویزات ہیں۔

- اس رسالے میں موجود قرآنی آیات کا ترجمہ کنزالایمان سے لیا ہے۔
- تمام آیات واحادیث اور آثار کی تخریج کر دی ہے۔
- سب سے آخر میں ماخذ ومراجع کے نام سے محوالہ کتابوں کی فہرست بھی پیش کر دی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت میری اِس کاوش کو قبول فرما کر میرے لیے مغفرت اور آخرت میں بلندیِ درجات کا سبب بنائے۔ اور اِس تصنیف کی نشر واشاعت کرنے والوں کی جان ومال کی حفاظت فرمائے۔

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

5 شوال المکرم 1444ھ / 25 اپریل 2023ء

فصل اول:

مسلمانوں کا باہمی تعلق

اسلام اپنے ماننے والوں کو محبت، اخوت، تحمل و برداشت اور عزت و احترام کا درس دیتا ہے۔ اسلام میں انسانی جان کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ اور اہمیت کیوں نہ ہو کہ انسان ہی تو خلیفۃ الارض ہے۔

مسلمان کا مسلمان سے تعلق:

دنیا میں رہنے والے وہ تمام افراد جو اسلام کو ماننے والے ہیں۔ اللہ اور اُس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انھیں ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا ہے۔ اب وہ ایک ہی جگہ رہتے ہوں یا اُن میں سے ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں ہو پھر بھی وہ بھائی چارگی کے رشتہ میں قائم ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾

مسلمان مسلمان بھائی ہیں۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی مکرم، نور مجسم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

---

(1)... الحجرات:10

”الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“.

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اپنے مسلمان بھائی پر ظلم کرتا ہے، نہ اُسے ہلاکت میں ڈالتا ہے۔ جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے میں مصروف ہو اللہ اُس کی حاجت پوری کرتا ہے۔ اور جو کسی مسلمان کی پریشانی دور کرے گا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کی پریشانیوں میں سے ایک پریشانی دور فرمادے گا۔ اور جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی کے عیب کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی پردہ پوشی کرے گا۔[1]

عرش کا سایہ:

اسلام نے مسلمان کو مسلمان کا صرف بھائی قرار ہی نہیں دیا، بلکہ ایک مسلمان کے اندر دوسرے مسلمان کے لیے جذبہ اخوت پیدا کرنے کے لیے آخرت میں بلند درجات اور عظیم انعامات کا وعدہ بھی کیا ہے۔

حضرت ابو مسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا:

”وَاللَّهِ إِنِّي لَأُحِبُّكَ لِغَيْرِ دُنْيَا أَرْجُو أَنْ أُصِيبَهَا مِنْكَ، وَلَا قَرَابَةَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ“.

---

(1)... بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المظالم، الرقم:2455

اللہ کی قسم! میں کسی دنیاوی غرض اور تعلق کے بغیر آپ سے محبت کرتا ہوں۔ حضرت معاذ نے پوچھا: پھر کس وجہ سے محبت کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: اللہ کی رضا کے لیے۔ اس پر آپ نے میری چوکی کو اپنی طرف کھینچا اور فرمایا:

اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو خوش ہو جاؤ، کیونکہ میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

"الْمُتَحَابُّونَ فِي اللَّهِ فِي ظِلِّ الْعَرْشِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ، يَغْبِطُهُمْ بِمَكَانِهِمِ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ".

اللہ کی رضا کے لیے ایک دوسرے سے محبت کرنے والے روز محشر اس کے عرش کے سایہ میں ہوں گے، جس دن عرش کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا اور انبیا وشہدا بھی اِن کے مرتبہ پر رشک کریں گئے۔[1]

جنتی کمرے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ خاتم الانبیاء صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"إن في الجنة لعمدا من ياقوت عليها غرف من زبرجد لها أبواب مفتحة تضيء كما يضيء الكوكب الدري قال قلنا يا رَسولَ اللّٰهِ من يسكنها؟ قال: المتحابون في الله المتباذلون في الله والمتلاقون في الله".

---

(1)... الفاسی، الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان،کتاب البر و الاحسان، باب الصحبة و المجالسة، الرقم:577

بے شک جنت میں یاقوت کے ستون ہیں، جن پر زبرجد کے کمرے بنے ہوئے ہیں۔ اُن کے کھلے ہوئے دروازے چمک دار ستاروں کی طرح چمکتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اِن کمروں میں کون رہے گا؟ فرمایا: اللہ کے لیے باہم محبت کرنے والے، اللہ کے لیے خرچ کرنے والے اور اللہ کے لیے ایک دوسرے سے ملاقات کرنے والے۔[1]

مغفرت کا سبب:

ایک مسلمان کا اپنے دوسرے مسلمان کے کام آنا، اس کی کسی پریشانی کو دور کرنا اور اس کے لیے خوشی کا باعث بننا مغفرت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ رسول اکرم، شفیع معظم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ مِنْ وَاجِبِ الْمَغْفِرَةِ إِدْخَالَكَ السُّرُورَ عَلَى أَخِيكَ الْمُسْلِمِ".

تمھارا اپنے مسلمان بھائی کے دل میں خوشی داخل کرنا مغفرت واجب کرنے والے اسباب میں سے ہے۔[2]

پل صراط پر مدد:

ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

---

(1)... بزار، المسند، ج:15، موسی بن وردان عن ابی هريرة، الرقم: 8776

(2)... طبرانی، المعجم الكبير، ج:3، الرقم: 2738

''مَنْ كَانَ وُصْلَةً لأَخِيهِ الْمُسْلِمِ إِلَى ذِي سُلْطَانٍ فِي مَبْلَغِ بِرٍّ، أَوْ تَيْسِيرِ عُسْرٍ أَجَازَهُ اللّٰهُ عَلَى الصِّرَاطِ يومَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ دَحْضِ الأَقْدَامِ''.

جو بندہ اپنے کسی مسلمان بھائی کا کوئی نیک کام کروانے یا کوئی مشکل حل کروانے میں حکّام کی طرف وسیلہ بنے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پُل صراط سے گزرنے میں مدد کرے گا جب قدم ڈگمگا رہے ہوں گے۔[1]

بلند درجات:

بلکہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت میں ہے:

''مَنْ كَانَ وَصْلَةً لِأَخِيهِ الْمُسْلِمِ إِلَى ذِي سُلْطَانٍ فِي مَبْلَغِ بِرٍّ أَوْ إِدْخَالِ سُرُورٍ رَفَعَهُ اللَّهُ فِي الدَّرَجَاتِ الْعُلَى مِنَ الْجَنَّةِ''.

جو بندہ اپنے کسی مسلمان بھائی کا کوئی نیک کام کروانے کے لیے حکّام کی طرف وسیلہ بنا۔ یا اُس کے دل میں خوشی داخل کرنے کا سبب بنا، اللہ تعالیٰ اسے جنت کی بلندیوں میں اٹھائے گا۔[2]

اللہ کے پسندیدہ اعمال:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''أَحَبُّ النَّاسِ إِلَى اللَّهِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ، وَأَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ سُرُورٍ

---

(1)... فاسي، الاحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب البر و الاحسان، ذكر اجازة الله . . . الرقم:530

(2)... طبرانی، المعجم الاوسط، ج:3، الرقم:3377

تُدْخِلُهُ عَلَى مُسْلِمٍ، أَوْ تَكْشِفُ عَنْهُ كُرْبَةً، أَوْ تَقْضِي عَنْهُ دِينًا، أَوْ تُطْرَدُ عَنه جُوعًا''.

اللہ کے ہاں لوگوں میں پسندیدہ شخص وہ ہے جو لوگوں کے زیادہ کام آتا ہے۔ اور اللہ کے پسندیدہ اعمال درج ذیل ہیں:

- کسی مسلمان کو خوش کرنا۔
- یا کسی مسلمان کی پریشانی دور کرنا۔
- یا اپنی طرف سے اس کا قرض ادا کر دینا۔
- یا اس کی بھوک مٹانا۔[1]

فرائض کے بعد افضل عمل:

اس موضوع پر اِن تمام احادیث کی جامع ایک ایسی حدیث ہے جس میں سب کچھ موجود ہے۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول محتشم، نبی محترم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللهِ بَعْدَ الْفَرَائِضِ إِدْخَالُ السُّرُورِ عَلَى الْمُسْلِمِ''.

بے شک اللہ کے نزدیک فرائض کے بعد سب سے افضل عمل کسی مسلمان کے دل میں خوشی داخل کرنا ہے۔[2]

---

(1)... ایضاً، ج:6، الرقم:6025

(2)... طبرانی، المعجم الکبیر، ج:11، الرقم: 11079

کسی مسلمان کے دل میں خوشی اسی وقت داخل ہو سکتی ہے۔ جب ہم اُس پر ظلم نہ کریں، اسے ماریں نہ، اُس کا حق نہ چھینیں، نہ اُس کی کردار کشی کریں، اس کے ساتھ محبت، نرمی اور خوش اخلاقی سے پیش آئیں۔ اگر وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہے تو اس کی مصیبت دور کرنے میں کوشش کریں اور اُس کے دکھ، غم میں برابر کے شریک ہوں۔

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر حقوق کیا ہیں اور اسلام ہمیں اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ کس طرح کا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے؟ اگر اس موضوع پر میں تمام احادیث اور آثار کو جمع کروں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے گی۔ جو فی الحال ہمارے اصل موضوع سے خارج ہے اور نہ ہی اس کی یہاں گنجائش ہے۔ اور پھر ہم نے جو آخری حدیث نقل کی ہے، اِس میں عقل مند کے لیے بہت کچھ ہے اور یہ حدیث ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے ساتھ تعلق مضبوط کرنے اور مسلم معاشرے کو خوشحال بنانے میں کسی تریاق سے کم نہیں۔

فصل دوم:

خونِ مسلم کی حرمت اور قتل کا گناہ

مومن کی حرمت:

اسلام کے مقدس مقامات میں کعبہ بڑی عظمت والی جگہ ہے۔ یہ حرمت والا مقام ہے اور تمام انبیا و صالحین کا مقامِ عبادت ہے۔ اس کی عظمت، شرافت، بزرگی اور بڑائی بیان کرنے سے زبانیں عاجز ہیں۔ مگر اللہ اور اُس کے رسول کے نزدیک ایک مومن کی جان و جسم اور عزت و حرمت کی عظمت و شرافت کعبہ سے بھی بڑھ کر ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

''رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، وَيَقُولُ: مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ حُرْمَةً مِنْكِ، مَالِهِ، وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا''.

میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم کو کعبۃ اللہ کا طواف کرتے دیکھا اور اس حال میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم فرما رہے تھے: (اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پاکیزہ ہے۔ تو کتنا عظیم ہے اور تیری حرمت کتنی عظمت والی ہے۔ اُس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم کی جان ہے، اللہ کے

نزدیک مومن کے مال وخون کی حرمت تیری حرمت سے کہیں زیادہ ہے۔ اور ہمیں مومن کے ساتھ اچھا گمان ہی رکھنا چاہیے۔[1]

مسلمان کو ڈرانے کی ممانعت:

کسی مسلمان کو قتل کرنا تو دور کی بات، اسے ڈرانا بھی جائز نہیں اور علمانے اسے کبیرہ گناہوں میں شمار کیاہے۔ اس پر کئی احادیث موجود ہیں۔

نبی پاک، صاحب لولاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يُرَوِّعَ مُسْلِمًا".

کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو ڈرائے۔[2]

ایک دوسرے مقام پر اسے ظلم قرار دیاہے۔ چنانچہ تاجدار انبیاء صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"لَا تُرَوِّعُوا الْمُسْلِمَ، فَإِنَّ رَوْعَةَ الْمُسْلِمِ ظُلْمٌ عَظِيمٌ".

کسی مسلمان کو مت ڈراؤ، بے شک مسلمان کو ڈرانا بہت بڑا ظلم ہے۔[3]

---

(1)... ابن ماجہ، السنن، ج:3، ابواب الفتن، الرقم: 3961

(2)... ابوداؤد، السنن، ج:7، کتاب الادب، الرقم: 4918

شیبانی، المسند، ج:38، احادیث الرجال من اصحاب النبی ﷺ، الرقم: 23064

ابن ابی شیبہ، المسند، ج:2، من روی عن النبی ﷺ . . .الرقم: 957

(3)... الهیثمی، مجمع الزوائد، ج:6، باب فیمن أخاف مسلما، ص:253

منذری، الترغیب و الترهیب، ج:3، الترهیب من ترویح المسلم، ص:318

قرآن مجید میں ظالموں سے متعلق کئی مقامات پر ارشاد فرمایا کہ روز محشر اُن کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اور اسی بات کو حضور نبی محترم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

"مَنْ أَخَافَ مُؤْمِنًا بِغَيْرِ حَقٍّ كَانَ حَقًّا عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُؤَمِّنَهُ مِنْ أَفْزَاعِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ".

جس نے کسی مومن کو ناحق ڈرایا، اللہ رب العزت پر حق ہے کہ اسے قیامت کی گھبراہٹوں سے امن نہ دے۔(1)

کسی مسلمان کو ناحق ڈرانا کسی بھی طرح سے جائز نہیں، حتیٰ کہ نظروں سے گھور کر ڈرانا بھی جائز نہیں۔ سرکار مدینہ منورہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے:

"مَنْ نَظَرَ إِلَى مُسْلِمٍ نَظْرَةً يُخِيفُهُ بِهَا فِي غَيْرِ حَقٍّ، أَخَافَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ".

جس نے کسی مسلمان کو ناحق نظروں سے ڈرایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے خوف زدہ کرے گا۔(2)

اسلحہ سے ڈرانے کا گناہ:

کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو ناحق اسلحہ سے ڈرائے۔ کیونکہ

---

(1)... طبرانی، المعجم الاوسط، ج:3، الرقم:2350

(2)... طبرانی، المعجم الکبیر، ج:14،الرقم: 14654

بیہقی، الجامع لشعب الایمان، ج:9، فصل فی ذکر ما ورد من التشدید من الظلم، الرقم:7063

یہ بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور حدیث شریف میں اس پر سخت وعید ہے۔

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

" مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتَّى يَدَعَهُ، وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ ".

جس نے اپنے بھائی کو لوہے کی چیز (اسلحہ وغیرہ) سے اشارہ کرکے ڈرایا تو فرشتے اُس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں یہاں تک وہ اس فعل کو چھوڑ دے۔ اگرچہ وہ اس کا باپ یا ماں کی طرف سے بھائی ہو۔[1]

کسی مسلمان کو اسلحہ سے ڈرانا دو طرح ہو سکتا ہے۔

اول: ہر وقت اپنے پاس اسلحہ رکھنا اور معمولی معمولی باتوں پر لوگوں سے جھگڑا کرنا اور اسلحہ کے زور پر انھیں ڈرا کر رکھنا۔ عموماً ایسے افراد سے لوگ گریز کرتے ہیں اور جان جانے کے خوف سے اُن سے ڈر کر رہتے ہیں۔

دوم: کسی شخص سے جھگڑے کے بعد اسے اسلحہ دیکھانا یا اشارہ کرنا اور جان سے مارنے کا خوف دلانا۔

یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں اور ایسا شخص گنہگار اور اوپر بیان کی گئی وعید کا مستحق ہے۔

قتل کا اندیشہ:

جو لوگ اپنے پاس اسلحہ رکھتے اور معاشرے یا مخالفین میں دہشت کا ماحول بنائے رکھتے ہیں اگرچہ اِن کا ارادہ کسی کو قتل کرنے کا نہ ہو۔ پھر بھی بسا اوقات ایسے افراد سے

---

(1)... مسلم، الجامع الصحیح، کتاب البر و صلۃ، الرقم: 2701

قتل ہو ہی جاتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم نے اسلحہ کے ساتھ اپنے کسی مسلمان بھائی کی طرف اشارہ کرنے اور اسے ڈرانے سے منع کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

" لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ أَنْ يَنْزِعَ فِي يَدِهِ؛ فَيَقَعَ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ ".

تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی طرف اسلحہ سے اشارہ نہ کرے۔ کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید شیطان اُس کے ہاتھ کو ڈگمگا دے۔ (اور اس کے ہاتھوں اس کا بھائی قتل ہو جائے اور) وہ خود جہنم کے گڑھے میں چلا جائے۔[1]

احتیاط اسی میں ہے کہ انسان بغیر ضرورت کے اپنے پاس اسلحہ نہ رکھے۔

اسلحہ کی نمائش سے ممانعت:

کسی مسلمان پر اسلحہ تاننا یا اسلحے کے ذریعے اسے ڈرانا تو دور کی بات ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم نے عمومی اور نارمل حالات میں بھی اسلحہ کی نمائش کرنے سے منع کیا ہے۔ چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

" نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولًا ".

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم نے ننگی تلوار لینے اور دینے سے منع کیا ہے۔[2]

---

(1)... ایضاً

(2)... ترمذی، السنن،ج:3، ابواب الفتن، الرقم: 2315
سجستانی، السنن، ج:4، کتاب الجهاد، الرقم:2576
شیبانی، المسند، ج:22، مسند جابر بن عبداللہ، الرقم:14201

رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اس فرمان میں ہزارہا حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ نارمل حالات میں بھی ننگی تلوار اور آج کے دور میں جدید اسلحہ یعنی پستول و گولہ بارود کی باہم لین دین بھی پوشیدہ ہونی چاہیے۔ اگر تلوار اور خنجر وغیرہ ننگا ہوگا تو کسی کے زخمی ہونے کا اندیشہ ہے۔ اور جدید اسلحہ کے بے احتیاطی میں چلنے کی وجہ سے کسی بے گناہ کی جان جانے کا خدشہ موجود ہے۔ نیز اگر وہاں کوئی مخالف موجود ہو یا کسی معمولی بات سے اشتعال میں آنے کی وجہ سے کسی کے قتل ہونے کے امکانات موجود ہیں۔

اس حدیث کی روشنی میں ملک کے اندر یہ قانون بھی نافذ کیا جاسکتا ہے کہ عوامی سطح پر اسلحہ بیچنے والے تاجر اور ادارے عوامی مقامات سے دور محفوظ جگہوں پر ہوں۔ اور قانون نافذ کرنے والے ادارے جن کے لیے اسلحہ انتہائی ناگزیر ہے وہ بھی عندالضرورت ہی اسلحہ کی نمائش کریں۔ نیز اسلحہ کے غلط استعمال کو روکنے کے لیے فل پروف سیکورٹی کے انتظامات بھی کریں۔

سات گناہوں سے بچو:

سات گناہ ایسے ہیں جن کے سخت اور بڑے ہونے کی وجہ سے رسول اکرم، نور مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک ساتھ اُن کا ذکر کر کے اُن سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار ابد قرار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوبِقَاتِ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ: وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا،

وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يوم الزحف، وقذف المحصنات المؤمنات الغافلات ''.

ہلاک کرنے والی سات چیزوں سے بچو! صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وہ کون سی سات چیزیں ہیں؟ ارشاد فرمایا:

1. اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔
2. جادو کرنا۔
3. کسی کو ناحق قتل کرنا۔
4. سود کھانا۔
5. یتیم کا مال کھانا۔
6. جنگ کے دن پیٹھ دیکھا کر بھاگنا۔
7. اور پاک دامن، مومنہ، سیدھی سادھی عورتوں پر برائی کی تہمت لگانا۔[1]

اگر غور کیا جائے تو یہ تمام گناہ معاشرے کے بگاڑ کا سبب بنتے ہیں۔ اس لیے ایک ساتھ ہی ان سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اللہ کے ہاں قتل کتنا بڑا گناہ ہے؟

جیسے جیسے قیامت قریب آرہی ہے ویسے ویسے جو برائیاں اور گناہ ہمارے معاشرے میں عام ہو رہے ہیں، اُن میں ایک بہت بڑا گناہ قتل ہے۔ کسی انسان کو قتل کرنا تو لوگوں نے اب ایسے ہی سمجھ لیا ہے جیسے بیٹھے بیٹھے کوئی چیونٹی کو مسل دیتا ہے۔

---

(1)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:4، کتاب الوصایا، الرقم:2783

اگرچہ میرا یہ قول مبالغہ پر مشتمل ہے مگر اس یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ آج لوگوں کے ہاں کسی کو قتل کر دینا ایک معمولی گناہ میں شامل ہو چکا ہے۔ مگر کسی انسان کا قتل اللہ کے ہاں بہت بڑا گناہ شمار ہوتا ہے اور اِس پر سخت وعیدات وارد ہیں۔

اللہ کے ہاں قتل کی حرمت کس قدر سخت اور بڑا اجرم ہے درج ذیل آیت اور احادیث سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

تمام انسانیت کا قتل:

کسی انسان کو ناحق قتل کرنے کو اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کے قتل کے برابر قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا﴾

جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا۔[1]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مرد، عورت، بچہ، بوڑھے، مسلم و غیر مسلم کسی کی تخصیص نہیں کی بلکہ مطلقاً ایک انسان کے قتل کو تمام انسانیت کے قتل کے برابر قرار دیا ہے۔ جس طرح تمام انسانیت کا قتل بہٹ بڑا اجرم ہے۔ اسی طرح ایک شخص کا قتل بھی بہت بڑا اجرم قرار دیا گیا، شخص ایک ہو یا تمام انسان، نفس حرمت میں سب برابر ہیں اگرچہ عدد میں تفاوت ہے۔

کسی انسان کو ناحق قتل کرنے کے گناہ کو تمام انسانوں کے قتل کے برابر قرار

(1)... المائدة:32

دینے میں حکمت یہ ہے کہ قاتل اللہ کے حق، بندوں کے حق اور حدود شریعت سب کو پامال کرنے کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔[1] اور جب کسی کو ناحق قتل کیا جاتا ہے تو پھر مقتول کے ورثہ قاتل کو مارتے ہیں پھر قاتل کے ورثہ اپنے مخالفین کو قتل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس طرح پورا معاشرہ قتل و غارت گری کی زد میں آجاتا ہے۔ بسا اوقات ایک ناحق قتل دو خاندانوں، دو قبیلوں، دو دیہاتوں اور دو قوموں کے درمیان جنگ کا سبب بھی بن جاتا ہے۔ اور ایک ناحق قتل پوری انسانیت کی تباہی کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

پوری دنیا تباہ ہو جائے:

پوری دنیا اگر ایک ہی لمحے میں تباہ ہو جائے تو یہ تصور ہی انسان کو اندر سے ہلانے کے لیے کافی ہے۔ اور اللہ کے نزدیک اس پوری دنیا کا تباہ ہو جانا کسی انسان کے ناحق قتل سے زیادہ ہلکا ہے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ سرور کونین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عبرت نشان ہے:

''لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِغَيْرِ حَقٍّ''.

ساری دنیا کا تباہ ہو جانا اللہ کے نزدیک مومن کے ناحق قتل سے زیادہ ہلکا ہے۔[2]

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت میں ہے:

---

(1)... انظر: قادری، صراط الجنان، تحت المائدہ:32

(2)... قزوینی، السنن،ج:3، کتاب الدیات ، الرقم:2628

''قَتْلُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا''.

اللہ کے نزدیک مومن کا قتل دنیا کے زائل ہونے سے بڑا معاملہ ہے۔[1]

اور ایک روایت کے شروع میں

''وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ''.

قسم ہے اُس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔[2]

کے الفاظ ہیں۔

دین میں تنگی کا آغاز:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

'' لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِنْ دِينِهِ، مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا''.

مومن اپنے دین کے معاملہ میں ہمیشہ کشادگی میں رہتا ہے جب تک وہ ناحق خون نہ بہائے۔[3]

قاتل کا فرض و نفل قبول نہیں:

کسی مومن کا ناحق قتل اتنا بڑا گناہ ہے کہ اللہ رب العزت قاتل کی عبادات قبول نہیں کرتا۔ چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے

---

(1)... نسائی، السنن، ج:6، کتاب المحاربۃ، الرقم:4025

(2)... ایضاً، الرقم:4021

(3)... بخاری، الجامع الصحیح،ج:9، کتاب الدیات، الرقم:6869

رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا:

”مَنْ قَتَلَ مؤمناً، فاغتَبَطَ بقتله، لم يَقبلِ اللهُ منه صَرْفاً ولا عَدْلاً“.

جس نے کسی مومن کو قتل کیا اور پھر اُس کے قتل پر خوش ہوا، اللہ تعالیٰ اس کی فرض اور نفلی عبادت قبول نہیں کرے گا۔[1]

قاتل بہت بڑی مصیبت میں ہے:

قتل ایسا گناہ عظیم ہے جس پر سخت سے سخت وعیدیں وارد ہیں۔ ایک حدیث شریف میں تو قاتل کو لازمی سزا دینے کا ذکر ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

”كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَغْفِرَهُ إِلَّا رَجُلٌ يَمُوتُ مُشْرِكًا أَوْ يَقْتُلُ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا“.

قریب ہے کہ اللہ ہر گناہ کو بخش دے مگر جو شخص مشرک ہونے کی حالت میں مرا، یا جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر ناحق قتل کیا۔ (یہ ایسے گناہ ہیں کہ اللہ ان کی سزا دے گا۔)[2]

مشرک کی مغفرت کبھی نہیں ہو گی، اور قتل کا تعلق حقوق العباد سے ہے۔ اس لیے قاتل کی بھی مغفرت آسان نہیں، جب تک مقتول معاف نہ کرے اور وہ اپنی سزا

---

(1)... سجستانی، السنن، ج:6، کتاب الفتن، الرقم:4221

(2)... نیشاپوری، المستدرک، ج:8، کتاب الحدود، الرقم:8243

پائے گا۔ البتہ اگر مقتول اپنے مسلمان قاتل کو معاف کر دے تو پھر مغفرت کی امید کی جاسکتی ہے۔ اور جس شخص نے کسی دوسرے انسان سے زندہ رہنے کا حق ہی چھین لیا ہو وہ بھلا مقتول سے کیسے توقع کر سکتا ہے کہ وہ قاتل کو معاف کر دے گا؟

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا: کیا قاتل کے لیے توبہ ہے؟ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے تعجب بھرے انداز میں فرمایا: کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے اپنا سوال دوسری اور پھر تیسری مرتبہ دہرایا اور آپ رضی اللہ عنہ نے ہر بار یہی جواب دیا۔ اُس کے بعد فرمایا:

" يَأْتِي الْمَقْتُولُ مُتَعَلِّقًا رَأْسُهُ بِإِحْدَى يَدَيْهِ، مُتَلَبِّبًا قَاتِلَهُ بِيَدِهِ الْأُخْرَى يَشْخُبُ أَوْدَاجُهُ دَمًا، حَتَّى يَأْتِيَ بِهِ الْعَرْشَ، فَيَقُولُ الْمَقْتُولُ لِلَّهِ: رَبِّ هَذَا قَتَلَنِي، فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْقَاتِلِ: تَعِسْتَ، وَيُذْهَبُ بِهِ إِلَى النَّارِ ".

میں نے نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: قیامت کے دن مقتول ایک ہاتھ میں اپنا سر اور ایک ہاتھ میں قاتل کا گریبان پکڑے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو گا اور اُس کی رگوں سے خوب بہہ رہا ہو گا۔ یہاں تک کہ عرش الٰہی کے قریب آجائے گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے گا: میرے رب! یہ ہے وہ شخص جس نے مجھے قتل کیا تھا۔ تو اللہ عزوجل قاتل سے فرمائے گا: ہلاک ہو جا۔ اور پھر اسے جہنم کی طرف لے جایا جائے گا۔[1]

وہ تمام آیات واحادیث جن میں گناہوں سے توبہ قبول ہونے کا ذکر ہے۔ اُن میں

---

(1)... طبرانی، المعجم الکبیر، ج:10، الرقم: 10742

اور اِن احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ توبہ کی تام قبولیت حقوق العباد کی ادائیگی کے ساتھ مشروط ہے اور اوپر ذکر کردہ حدیث میں صراحت موجود ہے کہ مقتول اللہ کی بارگاہ میں قاتل کو سزا دینے کے لیے عرض کرے گا۔ اس لیے قاتل کی توبہ مقتول کے معافی دینے تک معلق رہے گی۔

قتل کا تعلق من وجہ حقوق اللہ اور من وجہ حقوق العباد سے ہے۔ حقوق اللہ سے اس طرح کہ اللہ نے کسی انسان کو ناحق قتل نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اب اگر کوئی کسی کو قتل کرتا ہے تو اللہ کے حکم کی نافرمانی کی اور حقوق العباد سے اس طرح کہ مقتول پر ظلم کیا۔ اور یہ بات طے ہے کہ حقوق العباد میں معافی اسی وقت ملتی ہے جب بندہ معاف کر دے۔ اگر کوئی شخص اپنے اوپر ہونے والے ظلم وزیادتی کو معاف نہیں کرتا تو پھر ظالم اپنے کیے کی سزا پائے گا۔ اب اگر کوئی مقتول اپنے قاتل کو معاف کر دے تو قاتل حقوق العباد سے تو بری ہو جائے گا۔ البتہ حقوق اللہ اب بھی اس کے ذمہ باقی ہے اور اب اللہ کی مرضی پر موقوف ہے چاہے تو قاتل کو معاف کر دے، چاہے تو اس کے گناہ کی اسے سزا دے۔

اللہ کا غضب:

کسی مومن کو ناحق قتل کرنے کی اُخروی سزا بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾

اور جو کوئی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے تیار رکھا بڑا عذاب۔[1]

قیامت میں سب سے پہلا فیصلہ:

قیامت کے دن سب سے پہلے قتل کے متعلق ہی فیصلہ ہو گا۔ رسول اکرم، شاہ بنی آدم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ".

قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون بہانے سے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔[2]

اس حدیث اور جس حدیث میں سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال پوچھے جانے کا ذکر ہے۔ ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ عبادات میں سب سے پہلے نماز کے متعلق سوال ہو گا اور حقوق العباد میں سب سے پہلے قتل کا فیصلہ ہو گا۔ اور اِس بات کو ایک دوسری حدیث میں ایک ساتھ ہی بیان کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ نبی رحمت، شفیع امت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ذیشان ہے:

"أَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ وَأَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَاءِ".

---

(1)... النساء:93

(2)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:9، کتاب الدیات، الرقم:6871

قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہو گا اور لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون کا فیصلہ ہو گا۔[1]

سب جہنم میں:

کسی مسلمان کا ناحق قتل اللہ کو کس قدر غضب ناک کرنے والا گناہ ہے۔ اس کا اندازہ لگانے کے لیے درج ذیل احادیث کافی ہیں:

"أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيَّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرَانِ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَأَهْلَ الْأَرْضِ اشْتَرَكُوا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ لَأَكَبَّهُمُ اللهُ فِي النَّارِ".

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے روایت کرتے ہیں:

اگر تمام آسمان اور تمام زمین والے کسی مومن کا خون کرنے میں شریک ہو جائیں۔ تو اللہ ضرور اُن سب کو جہنم میں اُوندھا کر دے گا۔[2]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم، رسول محتشم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"لزوال الدنيا وما فيها أهون عند الله من قتل مؤمن، ولو أن أهل سماواته وأهل أرضه اشتركوا في دم مؤمن لأدخلهم الله النار".

---

(1)... نسائی، السنن، ج:6، کتاب المحاربہ، الرقم:4026

(2)... ترمذی، السنن، ج:2، کتاب الدیات، الرقم:1466

دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سب کا تباہ ہو جانا، اللہ کے نزدیک کسی مومن کے قتل سے زیادہ آسان ہے۔ اور اگر تمام آسمان اور زمین والے کسی مومن کو ناحق قتل کرنے میں شریک ہو جائیں تو اللہ ضرور سب کو جہنم میں داخل کر دے۔[1]

حضرت ابی بکرہ رضی اللہ عنہ حضور تاجدار کائنات صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا یہ فرمان روایت کرتے ہیں:

"لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَأَهْلَ الْأَرْضِ اجْتَمَعُوا عَلَى قَتْلِ مُسْلِمٍ لَكَبَّهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا عَلَى وُجُوهِهِمْ فِي النَّارِ".

اگر تمام آسمان اور زمین والے کسی مسلمان کے قتل پر جمع ہو جائیں، تو ضرور اللہ اُن سب کو اُن کے منہوں کے بل جہنم میں اُوندھا کر دے۔[2]

قتل پر مدد کرنے والا:

کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ قاتل کی کسی بھی طرح سے مدد کرے۔ کسی مسلمان کا قتل کرنا تو دور کی بات ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی مسلمان کے قتل پر قاتل کی مدد ہی کی ہو گی، چاہے وہ مدد ہتھیار دے کر ہو یا مقتول کو پکڑے رکھنے میں یا کوئی سواری دے کر یا محفوظ مقام دینے جیسا کہ بعض لوگ قاتل کو جگہ مہیا کرتے ہیں اور وہ گھات لگا کر کسی کو قتل کر دیتا ہے۔ یا کسی کلمہ کے ذریعہ ہی ہو تو وہ بھی بارگاہ الٰہی میں گنہگار کی حیثیت سے حاضر ہو گا۔

---

(1)... الاصبهانی، الترغیب و الترهیب، ج:3، باب القاف، الرقم:2323

(2)... طبرانی، المعجم الصغیر، ج:1، باب العین، الرقم:565

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ تاجدار رسالت، شہنشاہ نبوت صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِ مُؤْمِنٍ وَلَوْ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ، لَقِيَ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ".

جس نے کسی مومن کے قتل پر قاتل کی مدد کی اگرچہ آدھا کلمہ ہی کہا ہو، وہ اللہ سے قیامت کے دن اس حال میں ملے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (یعنی پیشانی پر) لکھا ہو گا۔ اللہ کی رحمت سے مایوس۔[1]

جو لوگ دوسرے افراد کو صراحتاً کسی کے قتل پر اُبھارتے ہیں یا قصداً ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے کوئی اشتعال میں آجائے اور کسی مسلمان کو قتل کر دے۔ وہ اس وعید میں داخل ہیں۔ اور وہ افراد بھی اس وعید میں داخل ہیں جو جانتے ہوئے کہ قاتل نے کسی کو ناحق قتل کیا ہے۔ پھر بھی اُس کے حق میں جھوٹی گواہی دیتے ہیں اور مقدمات میں اُس کی مدد کرکے اسے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

پانچ سو سال پہلے جہنم میں جانے والے لوگ:

رسول اکرم، نور مجسم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"تخرج عنق من النَّار تَتَكَلَّم بِلِسَان طلق ذلق لَهَا عينان تبصر بهما وَلها لِسَان تَتَكَلَّم بِهِ فَتَقول إِنِّي أمرت بِمن جعل مَعَ الله إِلَهًا آخر وَبِكُل جَبَّار عنيد وبمن قتل نفسا بِغَيْر نفس فتنطلق بهم قبل سَائِر النَّاس

(1)... قزوینی، السنن، ج:3، کتاب الدیات، الرقم:2629

بِخَمْسِمِائَةِ عَامٍ".

قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نکلے گی جو فصیح و بلیغ زبان میں کلام کرے گی۔ اُس کی دو آنکھیں ہوں گی جس سے وہ دیکھے گی اور زبان ہو گی جس سے وہ کلام کرے گی۔ وہ کہے گی مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ہر اُس شخص کو پکڑ لوں جس نے اللہ کے سوا کسی اور کو معبود بنایا، اور متکبر و سرکش کو اور جس نے کسی جان کو ناحق قتل کیا۔ پس وہ اِن تین طرح کے افراد کو باقی تمام افراد سے پانچ سو سال پہلے جہنم میں لے جائے گی۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی:

کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا شریعت میں کتنا بڑا جرم اور اللہ و رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ناراض کرنے کے برابر ہے۔ اس کا اندازہ لگانے کے لیے صرف درج ذیل حدیث ہی کافی ہے۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْحُرَقَةِ، فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ، وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِينَاهُ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَكَفَّ الْأَنْصَارِيُّ، فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتَّى قَتَلْتُهُ، فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا أُسَامَةُ، أَقَتَلْتَهُ بَعْدَمَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ. قُلْتُ: كَانَ مُتَعَوِّذًا، فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا، حَتَّى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ

(1)... منذری،الترغیب والترهیب، ج:3، الترهیب من قتل الانسان نفسه، ص:204

قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ''.

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہمیں حرقہ کی طرف جہاد کے لیے بھیجا۔ ہم صبح کے وقت وہاں پہنچ گئے اور (جنگ میں) انھیں شکست دے دی۔ میں نے انصار میں سے ایک شخص کے ساتھ مل کر اس قبلیہ کے ایک شخص کو گھیر لیا۔ جب ہم اس پر غالب آگئے اور اُس کے پاس نکلنے کی کوئی راہ نہ بچی تو اُس نے لَا إِلٰہَ إِلَّا اللہُ، پڑھا۔ میرے ساتھ انصاری صحابی نے تو اپنا ہاتھ روک لیا، البتہ میں نے اسے نیزہ مار کر قتل کر دیا۔ جب ہم واپس رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ سنایا۔ تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: اے اسامہ! کیا تم نے اسے لَا إِلٰہَ إِلَّا اللہُ، پڑھنے کے باوجود قتل کیا؟ میں نے کہا: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُس نے جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھا تھا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے پھر فرمایا: تم نے اسے کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کیا۔ یہ بات آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کاش آج سے پہلے میں نے اسلام قبول نہ کیا ہوتا۔[1]

کافر کے قتل کی ممانعت:

اسلام کی تعلیمات میں اُس کے ماننے والوں کے لیے پناہ اور تحفظ تو موجود ہی ہے۔ البتہ اسلام مسلم حکمرانوں کو اس بات کا پابند کرتا ہے کہ اُن کی رعایا میں کفار کے جان ومال کا تحفظ بھی ہونا چاہیے۔

---

(1)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:5، کتاب غزوۃ العشیرۃ و العسیرۃ، الرقم: 4253

صرف مسلمان ہی نہیں کسی کافر کو بھی ناحق قتل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان ذیشان نقل کرتے ہیں:

"مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا[1] لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِينَ عَامًا".

جس نے کسی معاہد کو ناحق قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا، حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے آتی ہے۔[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی رحمت، شفیع امت صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"أَلَا مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهَدًا لَهُ ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ رَسُولِهِ فَقَدْ أَخْفَرَ بِذِمَّةِ اللهِ فَلَا يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ سَبْعِينَ خَرِيفًا".

خبردار! جس نے کسی ایسے شخص کو قتل کیا جو اللہ اور اُس کے رسول کے ذمہ میں تھا تو قاتل نے اللہ کے ذمہ کو توڑ ڈالا، اور وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔ اگرچہ اُس کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔[3]

---

(1)... معاہد سے مراد وہ کافر ہے جو مسلمانوں کے ملک میں نہیں رہتا، البتہ اس نے اسلامی حکومت سے معاہدہ کیا ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھائے گا۔

(2)... ایضاً، ج:4، کتاب الجزیۃ و الموادعۃ، الرقم:3174

(3)... ترمذی، السنن، ج:2، ابواب الدیات، الرقم:1471

قدرت کے باوجود قتل سے نہ روکنا:

اسلام چاہتا ہے کسی انسان کو ناحق قتل نہ کیا جائے۔ اور اگر کوئی فرد اللہ کے حکم کی عدولی کرتے ہوئے سرکش ہو جائے اور کسی انسان کو ناحق قتل کرنے کی کوشش کرے تو وہاں موجود دیگر افراد قاتل کو قتل سے روکنے کی حتی الامکان کوشش کریں۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو اللہ کے عذاب میں گرفتار ہو سکتے ہیں۔

سید المبلغین، رحمۃ اللعالمین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"لَا يَشْهَدَنَّ أَحَدُكُمْ قَتِيلًا، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُونَ قُتِلَ مَظْلُومًا فَتُصِيبُهُ السُّخْطَةُ".

تم میں سے کوئی قتل ہونے والے کے پاس موجود نہ رہے۔ شاید مقتول مظلوم ہو اور تم پر غضب نازل ہو۔[1]

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ سید عالم، نور مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"لَا يَقِفَنَّ أَحَدُكُمْ مَوْقِفًا يُقْتَلُ فِيهِ رَجُلٌ ظُلْمًا، فَإِنَّ اللَّعْنَةَ تَنْزِلُ عَلَى مَنْ حَضَرَ حِينَ لَمْ يَدْفَعُوا عَنْهُ".

تم میں سے کوئی ایسی جگہ کھڑا نہ ہو جہاں کسی کو ظلماً قتل کیا جا رہا ہو۔ بے شک وہاں موجود لوگوں پر لعنت اترتی ہے جب وہ مقتول کا دفاع نہ کریں۔ (یعنی اسے بچانے

---

(1)... ہیثمی، مجمع الزوائد، ج:6، باب فی من أمنہ أحد علی دمہ فقتلہ، الرقم: 10709

کی کوشش نہ کریں۔)[1]

اس وعید میں وہ افراد لازمی شامل ہیں جو کسی کو قتل ہوتا دیکھ رہے ہوں اور مقتول کو بچانے کی کوشش نہ کریں۔ البتہ اگر کہیں معمولی جھگڑا ہو رہا ہے اور بظاہر کسی کو قتل کرنے کی صورت حال نہیں اور خلاف معمول اس جھگڑے میں کوئی قتل ہو جاتا ہے تو پھر بھی خدشہ ہے کہ وہاں موجود لوگ اگر صرف تماشائی بنے ہوئے ہیں اور دو جھگڑنے والوں کو جھگڑے سے منع نہیں کر رہے تو وہ اس وعید میں داخل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے امتیوں کو وصیت:

حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اکرم، نبی محترم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ نے اپنے ہر امتی کو وصیت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ لَا يَحُولَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ مِلْءُ كَفٍّ مِنْ دَمِ امْرِئٍ مُسْلِمٍ أَنْ يُهْرِيقَهُ كَأَنَّمَا يَذْبَحُ بِهِ دَجَاجَةً، كُلَّمَا تَعَرَّضَ لِبَابٍ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ حَالَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ، وَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَجْعَلَ فِي بَطْنِهِ إِلَّا طَيِّبًا، فَإِنَّ أَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْإِنْسَانِ بَطْنُهُ“.

تم میں سے جو اس بات کی استطاعت رکھتا ہے کہ اُس کے اور جنت کے درمیان کسی مسلمان کا چلو بھر خون بہانے کا گناہ حائل نہ ہو، جتنا کہ مرغی ذبح کرتے وقت بہایا جاتا ہے تو وہ ایسا ضرور کرے۔ کیونکہ کسی مسلمان کا ناحق خون بہانے والا جب بھی جنت کے کسی دروازے کے پاس جائے گا، اللہ تعالیٰ اُس کے اور جنت کے درمیان کوئی

---

(1)... طبرانی، المعجم الکبیر، ج:11، عکرمہ عن ابن عباس، الرقم:11675

رکاوٹ حائل کر دے گا(اور وہ جنت میں نہیں جا سکے گا۔) اور تم میں سے جو اس بات کی استطاعت رکھتا ہے کہ اپنے پیٹ میں طیب رزق ہی داخل کرے تو وہ بھی ایسا ضرور کرے، کیونکہ انسان کا سب سے پہلے پیٹ ہی بدبودار ہوتا ہے۔[1]

مقتول بھی جہنم میں:

قتل کی مذمت اور قاتل کے متعلق وعیدات پر گزشتہ جتنی بھی روایات ہیں اُن سب میں مقتول پر کوئی گناہ نہیں۔ اور یہ اُس صورت میں ہیں جب قاتل ظالم اور مقتول مظلوم ہو اور مقتول مد مقابل کو قتل بھی نہ کرنا چاہتا ہو۔ البتہ اگر ایسی صورت حال ہے کہ جہاں قاتل اور مقتول دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنا چاہتے تھے تو پھر دونوں عذاب الٰہی کے حق دار ہیں اور دونوں کے متعلق سخت وعید ہے۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا، فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ. فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَذَا الْقَاتِلُ، فَمَا بَالُ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: إِنَّهُ كَانَ حَرِيصًا عَلَى قَتْلِ صَاحِبِهِ".

میں نے رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو فرماتے ہوئے سنا: جب دو مسلمان تلوار کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابل آتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں جائیں گے۔ حضرت ابو بکرہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قاتل جہنم میں جائے گا سمجھ آتا ہے۔ لیکن مقتول کا کیا قصور ہے؟ تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ

---

(1)... فسوی، مشیخۃ یعقوب بن سفیان، الرقم:88

وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: وہ بھی اپنے مد مقابل کو قتل کرنے پر حریص تھا۔[1]

اس حدیث کی شرح میں شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

(اس حدیث میں قاتل و مقتول کے جہنمی ہونے سے مراد) جب دو مسلمان ناحق لڑیں۔ (اُن کے پاس) آپس میں لڑنے کا کوئی شرعی جواز نہ ہو، نہ قاتل کے پاس نہ مقتول کے پاس۔[2]

محدث صغیر علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یہ وہ قاتل و مقتول ہیں جو خاندانی عصبیت (دشمنی) کے باعث لڑتے ہیں۔[3]

---

(1)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:9، کتاب الدیات، الرقم:6882

(2)... امجدی، نزھۃ القاری، ج:1، ص:343

(3)... رضوی، تفہیم البخاری، ج:1، ص:150

فصل سوم:

جھوٹی گواہی دینے اور گواہی چھپانے کی سزا

ہمارے معاشرے میں کسی کو ناحق قتل کرنے والا فعل جیسے جیسے عام ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی جھوٹی گواہی دینا بھی معمول بنتا جا رہا ہے۔ لوگ قاتل یا مقتول کے لیے عدالتوں میں جھوٹی گواہی دینے پہنچ جاتے ہیں۔ یہ جھوٹی گواہیاں تھوڑے سے پیسوں کے عوض یا رشتہ داروں کے پیچھے یا برادری کے لیے یا پھر دوستیاں نبھانے کے لیے دی جاتی ہیں۔ سبب جو بھی ہو، جھوٹی گواہی دینا شرعاً اور قانوناً گناہ اور جرم ہے۔ آج کا مسلمان کتنا بے باک ہو چکا ہے کہ اپنے دنیاوی تعلقات کا لحاظ تو کرتا ہے، مگر اپنے رب کے احکام کا لحاظ بالکل نہیں کرتا۔

علما نے جھوٹی گواہی دینے اور قبول کرنے کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے اور اِس پر سخت وعیدیں بھی موجود ہیں۔

جھوٹی گواہی گناہ کبیرہ ہے:

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں صرحتاً جھوٹی گواہی دینے سے منع کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾

اور بچو جھوٹی بات سے۔[1]

ایک دوسرے مقام پر جھوٹی گواہی نہ دینے والے کی تعریف کی اور انھیں سراہا ہے۔ ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِیۡنَ لَا یَشۡهَدُوۡنَ الزُّوۡرَ وَاِذَا مَرُّوۡا بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا كِرَامًا﴾

اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بیہودہ پر گزرتے ہیں اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں۔[2]

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور نبی رحمت، شفیع امت صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

"أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ، ثَلَاثًا، قَالُوا: بَلَى يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: الْإِشْرَاكُ بِاللهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا، فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّورِ قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتَّى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ".

کیا میں تمھیں کبیرہ گناہوں میں سے بھی بڑے گناہوں کے بارے نہ بتاؤں؟ اور یہ بات آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے تین مرتبہ ارشاد فرمائی۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ضرور ارشاد فرمائیں۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم ٹیک لگائے تشریف فرما تھے۔ پھر سیدھے ہو کر بیٹھ

---

(1)... الحج:30

(2)... الفرقان:72

گئے۔ اور فرمایا: ذہن نشین کر لو! جھوٹی گواہی دینا بھی (کبیرہ گناہ ہے)۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مسلسل یہی فرماتے رہے۔ ہم نے تمنا کی، کاش! آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم خاموشی اختیار کر لیں۔(1)

شرک کے برابر:

کسی کے حق میں جھوٹی گواہی دینا اتنا بڑا گناہ ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے اسے شرک کے برابر قرار دیا ہے۔ حضرت خریم بن فاتک اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الصُّبْحِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَامَ قَائِمًا فَقَالَ: عَدَلَتْ شَهَادَةُ الزُّورِ الْإِشْرَاكَ بِاللَّهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ".

﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ﴾(2)

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صبح کی نماز ادا کی، جب نماز سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہو کر تین مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی: جھوٹی گواہی دینا شرک کے برابر ہے۔ پھر قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت کی:

﴿فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۙ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ﴾(3)

---

(1)... بخاری، الجامع الصحیح، ج:3، کتاب الشھادات، الرقم:2671

(2)... الحج:30 تا 31

(3)... ابو داؤد، السنن، ج:5، کتاب الاقضیۃ، الرقم:3554

اُخروی سزا:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اکرم، شاہ بنی آدم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''لَنْ تَزُولَ قَدَمَ شَاهِدِ الزُّورِ حَتَّى يُوجِبَ اللَّهُ لَهُ النَّارَ''.

قیامت کے دن جھوٹی گواہی دینے والے کے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے یہاں تک کہ اللہ اُس پر جہنم واجب کر دے گا۔(1)

سرکار والاتبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ شَهِدَ عَلَى مُسْلِمٍ شَهَادَةً لَيْسَ لَهَا بِأَهْلٍ، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ''.

جس نے کسی مسلمان کے متعلق ایسی گواہی دی، جس کا وہ اہل نہیں تھا۔ تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔(2)

گواہی چھپانے کا گناہ:

کسی کے ساتھ ظلم ہو جائے تو گواہان کو چاہیے کہ جب اُن سے گواہی طلب کی جائے تو وہ مظلوم کے حق میں گواہی دیں۔ اگر بغیر کسی وجہ شرعی کے وہ گواہی چھپاتے ہیں تو اللہ کے ہاں مجرم قرار پائیں گے۔ ایسوں کے متعلق حضور نبی اکرم، نور مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

---

(1)... قزوینی، السنن، ج:2، ابواب الشهادات، الرقم:2377

(2)... شيباني، المسند، مسند أبي هريرة، الرقم:10617

”مَنْ كَتَمَ شَهَادَةً إِذَا دُعِيَ إِلَيْهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَ بِالزُّورِ“.

جس نے گواہی کو چھپایا، جب اُس سے گواہی طلب کی گئی تو وہ جھوٹی گواہی دینے والے کی طرح ہے۔[1]

گواہی چھپانے والے کو جھوٹی گواہی دینے والے کی طرح اس لیے قرار دیا گیا کہ جس طرح جھوٹی گواہی والا شخص اپنے جھوٹے بیان کی وجہ سے دوسرے فرد پر ظلم کرنے والا ہے۔ اسی طرح وہ گواہ جس نے کسی پر ظلم ہوتے دیکھا جب وہ کسی شرعی عذر کے بغیر گواہی کو چھپا لے گا تو مظلوم کو انصاف نہیں ملے گا اور بعض اوقات گواہ کے گواہی نہ دینے کی وجہ سے مظلوم کو انصاف ملنا تو دور کی بات وہ مزید قانون کے شکنجے میں آجاتا ہے۔ اس طرح گواہی چھپانے والا بھی ظالم کا معاون اور مظلوم پر مزید ظلم کرنے والا بن جاتا ہے۔ اور ایسا شخص مذکورہ بالا وعید میں داخل ہے۔

ہاں اگر ظالم اتنا طاقتور ہے کہ کسی فرد کی گواہی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی، وہ قانون کے شکنجے سے نقل ہی جائے گا اور گواہ کو یقین کامل ہے کہ اس کے گواہی دینے کی وجہ سے ظالم اسے ناقبل تلافی نقصان پہنچائے گا، جیسے جان لے لینا اور عزت کو داغ دار کر دینا۔ ایسی صورت میں اگر کوئی شخص اس یقینی نقصان سے بچنے کے لیے گواہی نہیں دیتا تو اللہ رب العزت کے عفو و کرم سے امید کی جا سکتی ہے کہ ایسا شخص اس وعید میں داخل نہیں ہو گا۔

اس حدیث کے الفاظ إِذَا دُعِيَ إِلَيْهَا سے واضح ہے کہ اِس وعید میں وہ شخص

---

(1)... طبرانی، المعجم الاوسط، ج:4، باب العین، من اسمہ علی، الرقم:4167

داخل ہو گا، جو گواہی دینے کا اہل ہے اور اس سے گواہی طلب بھی کی جارہی ہے پر وہ گواہی نہیں دے رہا۔ اگر کوئی کسی واقعہ کا چشم دید گواہ تو ہے، مگر اُس سے کسی نے گواہی کا مطالبہ نہیں کیا تو وہ اِس وعید میں داخل نہیں ہے۔

فصل چہارم:

دنیااور آخرت میں قتل کی سزا

کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنے کی قباحت اور اُس کی حرمت پر گزشتہ صفحات میں کئی آیات اور کثیر احادیث گزر چکی ہیں ۔ اس فصل میں ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کی شرعی سزا کو بیان کرتے ہیں، جسے نافذ کرنا حاکم وقت کا کام ہے۔

قتل عمد کی سزا:

کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا قتل عمد کہلاتا ہے اور قتل عمد کرنے والے کی سزا بیان کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى﴾

اے ایمان والو !تم پر فرض ہے کہ جو ناحق مارے جائیں ان کے خون کا بدلہ لو۔[1]

اس آیت میں اللہ رب العزت نے مسلمانوں پر قاتل کو سزائے موت دینا فرض قرار دیا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

---

(1)... البقرہ: 178

﴿ اَنَّ النَّفۡسَ بِالنَّفۡسِ ﴾

جان کے بدلے جان۔[1]

قاتل کی سزا قصاص ہی کیوں؟

اگر کسی کے ذہن میں آئے کہ قاتل کو سزائے موت ہی کیوں کوئی اور سزا کیوں نہیں تو اس سوال کا جواب بھی مالک کائنات نے تھوڑا آگے خود ہی دے دیا ہے۔ فرمایا:

﴿ وَلَكُمۡ فِی الۡقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰۤاُولِی الۡاَلۡبَابِ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴾

اور خون کا بدلہ لینے میں تمہاری زندگی ہے اے عقلمندو کہ تم کہیں بچو۔[2]

اسلام نے کسی مومن کو ناحق قتل کرنے والے کی سزا قصاص یعنی موت مقرر کی ہے۔ جب ہم قاتل کو دی جانے والی اس سزا پر غور کرتے ہیں تو یقین کیے بغیر نہیں رہ سکتے کہ قتل کے بدلے قتل کی سزا ہی معاشرے میں قتل ناحق کی روک و تھام کے لیے بہترین اقدام اور حل ہے۔ جب قاتل کو قصاص میں قتل کر دیا جائے گا تو سرکش، متکبر اور ظالموں کے دلوں میں خوف بیٹھ جائے گا اور معاشرے میں قتل ناحق کی شرح نہ ہونے کے برابر ہو جائے گی۔ کیونکہ ہر فرد اپنی زندگی سے پیار کرتا ہے اور وہ جینا چاہتا ہے۔ جب اسے یقین ہو گا کہ میرے کسی کو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے مجھے بھی قتل کر دیا جائے گا تو وہ جلد کسی کو قتل کرنے کی طرف نہیں جائے گا۔ اس طرح معاشرے میں قتل کی شرح کم ہو گی اور یہی وہ راز ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿ وَ

---

(1)... المائدہ:45

(2)... البقرہ: 179

لَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِى الْاَلْبَابِ ﴾ میں چھپا ہوا ہے۔

جن ملکوں میں قتل کے بدلے قتل نہیں کیا جاتا صرف چند سال قید یا جرمانے کی سزا سنائی جاتی ہے وہاں قتل ناحق کی شرح بہت زیادہ ہے۔ لوگ معمولی معمولی باتوں پر دوسروں کو قتل کر دیتے ہیں۔ قاتل جانتا ہے کہ وہ جرمانہ دے کر چھوٹ جائے گا یا چند ماہ یا چند سالوں بعد اسے جیل سے رہائی مل جائے گی۔ اس طرح وہ قتل کو معمولی جرم سمجھتا ہے اور اس پر دلیر بھی ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے ملکوں میں قاتل جیل سے رہا ہونے کے بعد بھی کسی دوسرے کو قتل کرنے سے باز نہیں آتے۔ اور ایسا شخص کسی انسان کو ناحق قتل کرنے کے بعد بھی جیل میں زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔ جو کہ کسی بھی طرح انصاف کے قریب نہیں۔

عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ قاتل کو قانون نافذ کرنے والا ادارہ قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد موت کے گھاٹ اتار دے۔ کیونکہ کسی شخص کے نقصان کی تلافی اُس نقصان کو پورا کرنے کے ساتھ ہی ہو سکتی ہے۔ اس کو ایک مثال سے سمجھ لیتے ہیں اگر کوئی شخص کسی دوسرے فرد کی نئی موٹر سائیکل ضائع کر دے تو اس کا نقصان اسی وقت پورا ہو سکتا ہے کہ جب اسے نئی موٹر سائیکل ہی لے کر دی جائے، اگر آپ اسے موٹر سائیکل کے بدلے صرف سائیکل لے کر دیں گے تو یقیناً یہ اس کے ساتھ انصاف نہیں ہو گا اور نہ ہی اس کے نقصان کی مکمل تلافی ہو سکے گی۔ اسی طرح جب کوئی کسی کو ناحق قتل کر دے تو اس کا بدلہ یہی ہے کہ قاتل کو بھی قتل کیا جائے، اگر قاتل کو چند سال قید میں رکھ کر چھوڑ دیا جائے تو یہ انصاف نہیں ہو گا۔

حضرت عمر فاروق کا فیصلہ:

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

”أَنَّ عُمَرَ بنَ الْخَطَّابِ قَتَلَ نفرا، خَمْسَةً أَوْ سَبْعَةً بِرَجُلٍ وَاحِدٍ قَتَلُوهُ قَتْلَ غِيلَةٍ وَقَالَ عُمَرُ: لَوْ تَمَالَأَ عَلَيْهِ أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ جَمِيعًا“.

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پانچ یا سات افراد کے گروہ کو ایک ایسے شخص کو قتل کرنے کے جرم میں قتل کر دیا، جنھوں نے اس شخص کو دھوکا سے قتل کیا تھا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر صنعاء شہر کے تمام لوگ اس قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کر دیتا۔[1]

صاحب الھدایہ لکھتے ہیں:

قتل عمد کی سزا قِصاص ہے۔[2]

آئین پاکستان میں قتل عمد کی سزا:

آئین پاکستان میں بھی قتل عمد کی سزا قِصاص ہے۔ سیکشن 302 میں ہے:

Punished with death as qisas.

یا پھر تاحیات قید کی سزا ہو سکتی ہے۔ یا 25 سال قید۔[3]

---

(1)... مالک، الموطا، کتاب العقول، باب ما جاء فی قتل الغیلۃ و السحر، الرقم: 1681

(2)... مرغینانی، الھدایہ، ج:7، کتاب الجنایات، ص:173

(3) The Pakistan Penal Code, Page no: 103

قتل شبہ عمد:

شبہ عمد سے مراد یہ ہے کہ کوئی فرد کسی دوسرے شخص کو قصداً قتل کرے اور وہ قتل کے لیے اسلحہ اور جو چیزیں اسلحہ کے قائم مقام ہوتی ہیں، اُن کا استعمال نہ کرے۔ بلکہ کسی لاٹھی یا پتھر سے قتل کرے۔ اور قاتل گنہگار بھی ہے اور اِس پر کفارہ بھی واجب ہے۔[1]

قتل شبہ عمد کی سزا:

قتل شبہ عمد کی سزا یہ ہے کہ قاتل کے عصبہ دیت ادا کریں گئے جو تین سال میں ادا کرنا ہو گی۔[2]

آئین پاکستان میں قتل شبہ عمد کی سزا:

آئین پاکستان کے سیکشن 316 میں قتل شبہ عمد کی سزا دیت کو لاگو کیا گیا ہے۔ اور ساتھ 25 سال کی قید بھی ہے۔

Where a person committing qatl.i. amd or qatl or qatl shibh-i- amd in an heir or a beneficiary under a will, he shall be debarred from succeeding to the estate of the victim as an heir or a beneficiary.[3]

---

(1)... انظر: مرغینانی، الھدایہ، ج:7، کتاب الجنایات، ص:176

(2)... ایضاً، ص:178

(3) The Pakistan Penal Code, Page no: 108

قتل خطا:

قتل خطا کا ذکر کرتے ہوئے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا﴾

اور مسلمانوں کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر ہاتھ بہک کر۔(1)

قتل خطا کی تعریف اور وضاحت کرتے ہوئے صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اس کی دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ اس کے گمان میں غلطی ہوئی، مثلاً اس کو شکار سمجھ کر قتل کیا اور شکار نہ تھا بلکہ انسان ہے یا حربی یا مرتد سمجھ کر قتل کیا حالانکہ وہ مسلم تھا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے فعل میں غلطی ہوئی مثلاً شکار پر یا چاند ماری پر گولی چلائی اور لگ گئی آدمی کو کہ یہاں انسان کو شکار نہیں سمجھا بلکہ شکار ہی کو شکار سمجھا اور شکار ہی پر گولی چلائی مگر ہاتھ بہک گیا۔ گولی شکار کو نہیں لگی آدمی کو لگی۔ اسی کی یہ صورتیں بھی ہیں۔ نشانہ پر گولی لگ کر لوٹ آئی اور کسی آدمی کو لگی یا نشانہ سے پار ہو کر کسی آدمی کو لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا دوسرے کو لگی یا ایک شخص کے ہاتھ میں مارنا چاہتا تھا دوسرے کی گردن میں لگی یا ایک شخص کو مارنا چاہتا تھا مگر گولی دیوار پر لگی پھر ٹپا کھا کر لوٹی اور اس شخص کو لگی یا اس کے ہاتھ سے لکڑی یا اینٹ چھوٹ کر کسی آدمی پر

(1)... النساء: 92

گری اور مر گیا[1] یا ڈرائیونگ کرتے ہوئے کسی کو گاڑی لگ گئی اور وہ مر گیا۔ یہ سب صورتیں قتل خطا کی ہیں۔

قتل خطا کی سزا:

قتل خطا میں بھی کفارہ واجب ہے، اور اُس کے عصبہ پر دیت واجب ہے جو تین سال میں ادا کرنا ہوگی۔ البتہ قاتل پر گناہ نہیں، کیونکہ اُس نے قصداً قتل نہیں کیا۔[2]

آئین پاکستان میں قتل خطا کی سزا:

آئین پاکستان سیکشن 319 کے مطابق قتل خطا میں قاتل پر دیت ہے۔ نیز مزید 5 سال تک قید کی سزا ہو سکتی ہے۔ یا پھر دونوں سزائیں بھی ہو سکتی ہیں۔

Whoever commits qatl-i-khata shall be liable to diyat.

Provided that, where qatl-i-khata is committed by any rash or negligent act, other than rash or negligent driving, the offender may, in addition to diyat, also be punished with imprisonment of either description for a term which

---

(1)... اعظمی، بہارشریعت، ج:3، ص:753

انظر: مرغینانی، الهدایہ، ج:7، کتاب الجنایات، ص:176

(2)...ایضاً، ص:179

may extend to five years as tazir.[1]

دیت کتنی ہوگی؟

دیت صرف تین قسموں کے مال سے ادا کی جاسکتی ہے اور اِس کی مقدار درج ذیل ہے:

''مِنْ الْإِبِلِ مِائَةٌ، وَمِنْ الْعَيْنِ أَلْفُ دِينَارٍ، وَمِنْ الْوَرِقِ عَشَرَةُ آلَافٍ، وَلِلْقَاتِلِ الْخِيَارُ يُؤَدِّي أَيَّ نَوْعٍ شَاءَ''.

1. ایک سو اونٹ
2. ایک ہزار دینار
3. دس ہزار دراہم

قاتل کو اختیار ہے کہ وہ اِن تینوں میں سے اپنی مرضی سے جو چاہے ادا کرے۔[2]

(1) The Pakistan Penal Code, Page no: 108

(2)...عالمگیری، الفتاوی الهندیہ، ج:6، کتاب الجنایات، ص:29

خلاصہ کلام

ہم نے اپنے اس رسالہ میں دلائل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی کو قتل نہیں کرتا۔ مسلمان سے محبت کرنا اور اُس کی دل جوئی کرنا فرائض کے بعد افضل اعمال میں سے ہے۔ نیز اسلام نے مسلمان کی عزت و آبرو کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے اور مومن کی عزت کعبہ سے بھی بڑھ کر ہے اور جس کی حرمت کعبہ سے بڑھ کر ہو، کوئی دوسرا اسے کیسے ناحق قتل کر سکتا ہے؟

فصل دوم میں اس بات کو واضح کیا ہے کہ اللہ کے ہاں مومن کی حرمت بہت زیادہ ہے۔ مسلمانوں کے سامنے اسلحہ کی نمائش کرنے اور اسے اسلحہ سے ڈرانے کی بھی ممانعت ہے۔ قتل کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے۔ کسی مومن کا قتلِ ناحق اللہ کے ہاں ساری دنیا کے زوال سے بھی بڑا ہے، قاتل پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے، حقوق العباد میں سب سے پہلے قتل کا ہی فیصلہ ہو گا اور قاتل عام گنہگاروں سے پانچ سو سال پہلے جہنم میں جائے گا۔ مومن تو مومن کسی ذمی، معاہد کافر کو بھی ناحق قتل کرنے کی اجازت نہیں اور کسی کو ناحق قتل ہوتے دیکھ کر روکنے پر قدرت رکھنے کے باجود خاموش تماشائی بنے رہنا اور مقتول کی مدد نہ کرنا بھی جرم اور اللہ کے غضب کو دعوت دینا ہے۔

جھوٹی گواہی کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور بلا وجہ شرعی گواہی چھپانا بھی گناہ ہے

اور ایسا شخص اللہ کی ناراضگی کا حقدار ہے۔

شریعت نے قتل عمد کی سزا دنیا میں قِصاص رکھی ہے۔ قتلِ شبہ عمد اور قتل خطا کی دیت ہے جو تین سال کے اندر اندر ادا کرنا ہو گی۔

اہل سنت کے ہاں قاتل کی توبہ قبول ہے۔ سچی توبہ کے بعد اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں مقتول کو اپنے فضل سے خوش کر دے، جس کے سبب قاتل مقتول کو معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ دونوں کی مغفرت فرما کر انھیں جنت میں بھیج دے۔ البتہ توبہ کے باوجود دنیا میں قاتل خود کو قِصاص یا دیت کے لیے پیش کرے گا یہاں معافی نہیں، شریعت کا حکم نافذ ہو گا۔ لیکن اگر مقتول کے ورثہ معاف کر دیں تو پھر دنیا میں بھی معافی ہو سکتی ہے۔

تجاویزات

ملک میں بڑھتے ہوئے جرائم میں ایک جرم قتلِ ناحق بھی ہے۔ اور ہر گزرتے دن اس میں تیزی آرہی ہے۔ اس کی روک و تھام کے لیے چند تجاویزات پیش خدمت ہیں۔ اہل علم و اہل نظر اور قانون نافذ کرنے والے ادارے اپنے تجربات و مشاہدات کی بنا پر اِن میں اضافہ کر سکتے ہیں۔

- ملک میں قِصاص کے قانون کو سختی سے نافذ کیا جائے۔ کیونکہ حکم خداوندی کے مطابق قِصاص میں معاشرے کی زندگی ہے اور آج تک قتل کی روک و تھام کے لیے اس سے بہتر حل پیش کرنے سے دنیا عاجز ہے۔
- قانون نافذ کرنے والے اداروں کی طرف سے تمام جرائم بالخصوص قتلِ ناحق کی روک و تھام کے لیے سخت سے سخت اقدامات اور انتظامات کیے جائیں اور ایسے کیسز سے متعلق جملہ پہلوؤں پر رشوت اور جانبداری کا مکمل خاتمہ کیا جائے۔
- قاتل کے ساتھ کسی طرح کی رعایت نہ کی جائے اور اسے جلد سے جلد کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔
- عوامی سطح پر اسلحہ کی خرید و فروخت پر سخت سے سخت پابندی لگائی جائے۔
- ہماری دینی و دنیاوی تعلیم میں قتل کی روک و تھام اور انسانی جان کی حرمت پر مشتمل سبجیکٹ کو لازمی شامل کیا جائے۔

- مصنفین و مؤلفین قتل سے وابستہ جملہ پہلوؤں پر تفصیلی لٹریچر تیار کریں۔
- ائمہ مساجد و خطبا ترجیحی بنیادوں پر اس موضوع پر کلام کریں اور اپنی اپنی مساجد سے وابستہ افراد کی قتلِ ناحق کی روک و تھام کے لیے ذہن سازی کریں۔
- والدین شروع سے ہی اپنے بچوں کے ذہنوں میں انسانی جان کی حرمت بٹھائیں اور اُنھیں ذہن دیں کہ مشکل سے مشکل حالات اور غصے میں بھی وہ کسی دوسرے کو قتل کرنے کی طرف نہ جائیں۔
- معاشرتی طور پر قاتل اور اُس کے معاونین سے بائیکاٹ کیا جائے۔

ماخذ و مراجع

- قرآن مجید، کلام اللہ ، مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان: جمادی الاخرہ، 1434ھ / اپریل،2013ء
- ابو شیبہ، امام حافظ ابو بکر عبداللہ بن محمد، المسند، دارالوطن، ریاض، عرب شریف:1418ھ / 1997ء
- الاصبھانی، امام اسماعیل بن محمد بن فضل بن علی، الترغیب و الترھیب، دارالحدیث، قاھرہ، مصر:1414ھ / 1993ء
- اعظمی، صدرالشریعہ مفتی امجد علی، بہارشریعت، مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان:25صفر المظفر1432ھ /30جنوری 2011ء
- امجدی، مفتی شریف الحق، نزھۃ القاری، فرید بک سٹال، لاہور، پاکستان: رمضان المبارک1428ھ / دسمبر2007ء
- بخاری، امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح ،دار ابن کثیر، بیروت، لبنان:1423ھ / 2002ء
- بخاری، امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح ، دار التاصیل، قاھرہ، مصر:1433ھ / 2012ء
- بریلوی، امام الشاہ احمد رضاخان، کنزالایمان، کراچی، پاکستان، مکتبۃ المدینہ، جمادی الاخرہ،1434ھ / اپریل،2013ء

- بزار، امام ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق العتکی، البحر الزخار، مکتبۃ العلوم و الحکم، مدینہ منورہ، عرب شریف: 1427ھ / 2006ء
- ترمذی، امام ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورۃ، السنن، دارالتاصیل، قاھرہ، مصر: 1437ھ / 2016ء
- رضوی، محدث صغیر علامہ غلام رسول، تفہیم البخاری، تفہیم البخاری پبلی کیشنز، فیصل آباد، پاکستان: سنہ ندارد
- سجستانی، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث، السنن، دارالتاصیل، قاھرہ، مصر: 1436ھ / 2015ء
- شیبانی، امام ابو عبداللہ احمد بن حنبل، المسند، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان: 1421ھ / 2001ء
- طبرانی، الحافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الصغیر، المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان: 1405ھ / 1985ء
- طبرانی، الحافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الاوسط، دارالحرمین، قاھرہ، مصر: 1415ھ / 1995ء
- طبرانی، الحافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر، مکتبہ ابن تیمیہ، قاھرہ، مصر:
- فاسی، امام علاؤالدین علی بن بلبان، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان دارالمعرفہ، بیروت، لبنان: 1425ھ / 2004ء
- فسوی، ابو یوسف یعقوب بن سفیان بن جوان الفارسی، مشیخۃ، دارالعاصمہ،

ریاض، عرب شریف، 1431ھ

- قادری، مفتی محمد قاسم، صراط الجنان، مکتبۃ المدینہ، کراچی، پاکستان: ربیع الاول1440ھ / دسمبر2018ء
- قزوینی، امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، السنن، دارالتاصیل، قاھرہ، مصر:1435ھ / 2014ء
- مالک، امام دار الھجرۃ مالک بن انس مدنی، الموطا، مؤسسۃ الرسالۃ ناشرون، بیروت، لبنان:1434ھ / 2013ء
- مرغینانی، امام علی بن ابی بکر حنفی، الھدایہ، دارالسراج، المدینۃ المنورہ، عرب شریف:1440ھ / 2019ء
- مسلم، امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری، الجامع الصحیح، دارالتاصیل، قاھرہ، مصر:1435ھ / 2014ء
- ملا نظام الدین وجماعۃ من العلماء، الفتاوی الھندیہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان:1421ھ / 2000ء
- منذری، الحافظ ذکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، لبنان:1424ھ / 2003ء
- نسائی، امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب، السنن، دارالتاصیل، قاھرہ، مصر: 1433ھ / 2012ء
- نیشاپوری، امام حافظ ابو عبداللہ حاکم، المستدرک، دارالتاصیل، قاھرہ، مصر: 1435ھ / 2014ء

- ہیثمی، الحافظ نورالدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد، دارالکتب العربی، بیروت، لبنان:

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی کی کتب و رسائل

1 احادیث میں تعارض کیسے دور کریں؟

2. برصغیر کے علمائے اہلسنت کی حدیثی خدمات

3. احیائے حدیث، وقت کا تقاضہ

4. احیائے مخطوطات، وقت کا تقاضہ

5. القول العالیہ فی ذکر المعاویہ

6. مکالمہ بین الوہابی والسنی

7. کلام مبین علی مسئلہ تکفیر و متکلمین

8. اسلام میں علما کا مقام

9. گناہوں سے توبہ اور اس کی شرائط

10. امام اعظم ابو حنفیہ جامع الصفات شخصیت

11. تذکرہ امام اعظم ابو حنیفہ

12. میں نے درس نظامی کیوں کی؟

13. مفسرین اہل سنت اور ان کی تفسیریں

14. ملت اسلامیہ اور اقوام متحدہ

15. فیس بک کا استعمال مقاصد اور احتیاتیں

16. محدث بریلوی پر صاحب نزہۃ الخواطر کے الزامات کا جائزہ

17. فکری زاویے

18. فضائل آفات

19. فضائل مسواک

20. مولد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

21. مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

22. لاحاصل (شعری مجموعہ)

23. التوسل بالرسول صلی اللہ علیہ وسلم

24مبادیات تصنیف

25. مجرب نسخے

26. علم التاریخ: اصول ومبادیات

27. تعارف فیض ملت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی

28. ضلع اوکاڑہ، تاریخ وتعارف

29. تاریخ اصول حدیث

30. قواعد التصنیف

31. ترک نماز کی سزائیں

32. فلم زندگی تماشہ ہر صورت بند ہونی چاہیے

33. وسیلہ اور واسطہ

34. رسائل علوم الحدیث (5 مجلدات)

35. اسناد بخاری میں راویوں کی معرفت کے طریقے

36. قیمتی لمحات

37. جنت کے اوصاف اور جہنم کے احوال

38. احکام النساء

39. تذکرۃ الخواص

40. الخصائص النبویہ

41. بارہ کبیرہ گناہ

42. نوجوانوں کی حکایات

43. اربعین طاہریہ

44. مقالات طاہریہ

45. کتاب الاخبار

46. تعارف سفیر اسلام ڈاکٹر محمد حمید اللہ نقشبندی

47. علمائے (طبقات) احناف پر کتب

48. آداب تالیف

49. قتل کی سزا (دنیا اور آخرت میں)

50. اربعین خون مسلم کی حرمت

51. فن تذکرہ نویسی

52. تعارف شرف ملت علامہ عبد الحکیم شرف قادری

53. اربعین مصائب و آفات پر اجر

54. تخریج و تعلیق تیسیر مصطلح الحدیث

55. کتاب الایام

56. وفیات الاعیان فی الہند والپاکستان